© rasailojaraid.com

حدیث کا درایتی معیار

(داخلی فہمِ حدیث)

۱۱

اِیمان بالکتب

مولانا محمد تقی امینی صاحب ناظمِ دینیات علی گڈھ مسلم یونیورسٹی

کتاب سے مراد اللہ کی طرف سے جو علم وادراک نبیوں اور رسولوں کو دیا جاتا رہا اس کو دو قسموں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

(۱) وہ جو کلامِ الٰہی کی شکل میں اللہ کی طرف سے بذریعۂ فرشتہ اُتار اگیا۔

(۲) وہ جو تشریح وتوضیح کی شکل میں نبوت کی طرف سے بذریعۂ شعورِ نبوت حاصل ہوا۔

پہلی کی حیثیت "اصل" اور دوسری کی حیثیت "فرع" یعنی اخذ واستنباط کی ہے "کتاب" سے مراد علم وادراک کی پہلی قسم ہے جس پر ایمان لانے کا مطلب یہ ہے کہ جس دور وزمانہ میں بھی کلامِ الٰہی جس نبیؑ ورسولؑ پر اتار اگیا وہ سب برحق اور خالص اللہ کی طرف سے تھا۔

قرآنِ حکیم کی آخری ودوامی شکل

ختمِ نبوت سے پہلے چونکہ جوہرِ انسانیت کے قویٰ وخواص خام حالت میں تھے اور ان میں بتدریج پختگی وتوانائی پیدا کرنے کا مرحلہ تھا اس بنا پر کلامِ الٰہی (کتاب)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ان کی مناسبت سے حسب ضرورت بھیجا جاتا رہا اور وقتاً فوقتاً اس میں ردّ و بدل کر کے بہتر شکل دینے کی کوشش ہوتی رہی تاکہ بتدریج پختگی و توانائی کی راہ ہموار ہو سکے، لیکن ختمِ نبوت پر جو کلامِ الٰہی (کتاب) اُتارا گیا وہ چوں کہ قویٰ و خواص کی پختگی و توانائی کے بعد صلاحیتوں کی ضابطہ بندی کے لئے ہے اس میں ردّ و بدل ضرر رساں ہونے کے علاوہ خلافت و نیابت کے لئے حیوانی و نورانی بنیاد کے درمیان تجاذبی قوت کی جو حد مقرر تھی اس میں بھی اضافہ کی گنجائش نہ رہ گئی تھی اس بناء پر پختگی و توانائی کے بعد کلامِ الٰہی (قرآنِ حکیم) کو آخری و دوامی شکل دے کر مہرِ نبوت کی تصدیق اس پر ثبت کر دی گئی۔

پہلی کتابوں کا ذکر پہلی کتابوں کا ذکر ان آیتوں میں ہے۔

اِنَّ هٰذَا لَفِی الصُّحُفِ الْاُوْلٰی صُحُفِ اِبْرَاهِیْمَ وَمُوْسٰی (اعلیٰ ع ۱)	یہ باتیں گذشتہ صحیفوں میں بھی ہیں ابراہیمؑ اور موسیٰ کے صحیفوں میں
اَوَلَمْ تَاْتِهِمْ بَیِّنَةُ مَا فِی الصُّحُفِ الْاُوْلٰی (طٰہٰ ع ۸)	کیا پہلے صحیفوں میں جو کچھ ہے اس کی گواہی ان کو نہیں پہنچی۔
وَاِنَّهٗ لَفِیْ زُبُرِ الْاَوَّلِیْنَ (شعراء ع ۱۱)	بلاشبہ یہ پہلوں کی کتابوں میں ہے۔
وَاٰتَیْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا (النساء ع ۲۳)	اور ہم نے داؤدؑ کو زبور دی
اِنَّا اَنْزَلْنَا التَّوْرٰىةَ فِیْهَا هُدًی وَّنُوْرٌ (مائدہ ع ۷)	ہم نے توراۃ اُتاری جس میں ہدایت اور نور ہے
وَاٰتَیْنٰهُ الْاِنْجِیْلَ فِیْهِ هُدًی وَّنُوْرٌ۔ ایضاً	ہم نے عیسیٰؑ کو انجیل دی اس میں ہدایت اور نور ہے

متعلقہ حدیثیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

انزلت صحف ابراھیم علیہ السلام فی اول لیلة من رمضان وانزلت التوراة لست مضین من رمضان والانجیل لثلاث عشرة خلت من	ابراہیم علیہ السلام کے صحیفے رمضان کی پہلی رات میں اُتارے گئے، توراۃ چھ رمضان، انجیل تیرہ رمضان کو نازل ہوئی اور قرآن چوبیس رمضان کو نازل کیا گیا۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

رمضان وانزل الفرقان لاربع وعشرین خلت من رمضان[۱]۔

دوسری جگہ ہے۔

اعطیت مکان التوراۃ السبع — میں توراۃ کی جگہ سات لمبی سورتیں دیا گیا زبور
واعطیت مکان الزبور المئین — کی جگہ سو سے زائد آیتوں والی سورتیں دیا گیا
واعطیت مکان الانجیل المثانی — انجیل کی جگہ سو سے کم والی آیتیں دیا گیا اور
وفضلت بالمفصل[۲] — اس سے بھی کم آیتوں والی سورتوں کے ساتھ میں فضیلت دیا گیا۔

پہلی کتابوں میں نسخ و نسیان کا ذکر — ان کتابوں میں نسخ (رد و بدل) کا ذکر اس آیت میں ہے۔

مَا نَنْسَخْ مِنْ آيَةٍ أَوْ نُنْسِهَا نَأْتِ بِخَيْرٍ مِنْهَا أَوْ مِثْلِهَا (البقرہ ع ۱۱) — ہم اپنے احکام سے جو کچھ بدل دیتے یا بھلا دیتے ہیں تو اس کی جگہ اس سے بہتر یا اس جیسا حکم نازل کرتے ہیں۔

"نسخ" میں پچھلی تعلیم موجود تھی اور "نسیان" میں پچھلی تعلیم فراموش ہوگئی تھی لیکن دونوں صورتوں میں ہر نئی تعلیم پچھلی سے بہتر یا اس کے مثل تھی کمتر نہ تھی کیوں کہ بتدریج پختگی و توانائی کی طرف لے جانے کے لئے اصل تکمیل وارتقاء ہے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

لقد جئتکم بھا بیضاء نقیۃ ولو کان موسیٰ حیاً ما وسعہ الا اتباعی[۳] — میں تمہارے پاس صاف اور ستھری ملت حنفیہ لایا ہوں اگر موسیٰ علیہ السلام زندہ ہوتے تو ان کو بھی میری اتباع کے بغیر چارہ نہ تھا۔

دوسری روایت میں ہے

والذی نفس محمد بیدہ لو بدا لکم — اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان

[۱و۲] مسند احمد بن حنبل ج ۴ ص ۱۰۷

[۳] احمد و مشکوٰۃ باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ الفصل الثانی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

موسیٰ فاتبعتموہ وترکتمونی لضللتم عن سواء السبیل ولوکان حیاً وادرک نبوتی لاتبعنی[1]

ہے اگر تمھارے سامنے موسیٰؑ ظاہر ہوں اور تم مجھے چھوڑ کران کی اتباع کرو تو سیدھی راہ سے گمراہ ہوجاؤ گے اگر موسیٰؑ زندہ ہوتے اور میری نبوۃ کو پاتے تو وہ میری اتباع کرتے۔

بحیثیت مجموعی کتابوں پر ایمان لانے کا حکم نسخ ونسیان ہی کی بنا پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہلِ کتاب کی نہ تصدیق کا حکم دیا اور نہ تکذیب کا بلکہ بحیثیت مجموعی کتابوں پر ایمان لانے کا حکم دیا۔

لاتصدقوا اھل الکتب ولاتکذبوھم وقولوا اٰمنا باللہ وما انزل الینا الآیۃ[2]

تم اہلِ کتاب کی نہ تصدیق کرو اور نہ تکذیب کرو بلکہ یہ کہو کہ ہم اللہ پر اور ان کتابوں پر ایمان لائے جو ہماری طرف اتاری گئیں۔

نسخ ونسیان دونوں کا تعلق پہلی کتابوں سے ہے جیسا کہ اس سے اوپر کی آیت مَا یَوَدُّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ اَھْلِ الْکِتٰبِ الخ سے ظاہر ہے نسیان کی صورت اس لیئے کہ جب تک حفاظت و یاد رکھنے کا قدرتی انتظام نہ ہو امتدادِ زمانہ کی وجہ سے تعلیم فراموش ہوجاتی ہے۔ جوہرِ انسانیت کی پختگی و توانائی سے پہلے چونکہ کتاب الٰہی میں تسلسل و ارتقا پایا جاتا رہا اس بناء پر حفاظت و یاد رکھنے کا کوئی قدرتی انتظام نہ کیا گیا البتہ نسخ کا تعلق

نسخ کی حقیقت سمجھنے کے لئے اس کی حقیقت جاننا ضروری ہے۔ لغت کی کتابوں میں نسخ کی یہ حقیقت بیان کی گئی ہے۔

ازالۃ الحکم بحکم یتعقبہ[3]

کسی حکم کو بعد کے حکم سے زائل کرنا۔

---

[1] مشکوٰۃ باب الاعتصام الفصل الثالث [2] ایضاً الفصل الاول

[3] راغب اصفہانی المفردات فی غریب القرآن

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ابطال الشئ واقامۃ آخر مقامہ[1]	شی کو باطل کر کے اس کی جگہ دوسری شی رکھنا
نسخ الآیۃ بالآیۃ ازالۃ حکمھا[2]	ایک آیت کو دوسری آیت سے منسوخ کرنا اس کے حکم کو زائل کرنا ہے۔
النسخ ان تنزیل امر اکان من قبل لعمل بہ ثم تنسخہ بحادث غیرہ[3]	نسخ یہ ہے کہ پہلی بات جس پر عمل کیا جاتا ہو اس کو زائل کر کے اس کی جگہ نئی بات رکھی جائے۔
النسخ ان تعمل بالآیۃ ثم تنزل آیۃ اخری فتعمل بھا وتترک الاولیٰ[4]	نسخ یہ ہے کہ کسی آیت پر عمل کیا جائے پھر دوسری آیت عمل کے لئے نازل ہو اور پہلی چھوڑ دی جائے
النسخ ابطال شئ واقامۃ غیرہ مقامہ[5]	نسخ کسی شی کو باطل کر کے اس کی جگہ کسی اور شی کو کرنا۔

ان تصریحات سے ظاہر ہے کہ نسخ کی حقیقت ردّ و بدل کرنا ہے یعنی ایک حکم کو ہٹا کر اس کی جگہ دوسرا حکم رکھنا جس کی ضرورت اس وقت پیش آتی ہے جب کہ خامی دور کر کے بتدریج ترقی دینا مقصود ہو۔ جوہرِ انسانیت کی پختگی و توانائی کے بعد چوں کہ یہ مقصود نہیں باقی رہتا اس بنا پر نسخ کی ضرورت بھی پیش نہیں آتی۔ ایسی حالت میں نسخ کا تمام تر تعلق پہلی کتابوں سے قائم ہوتا ہے آخری کتاب (قرآن حکیم) چوں کہ پختگی و توانائی کے بعد نازل ہوئی اس بنا پر "نسخ" سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔

قرآنی احکام میں ازالہ نہیں بلکہ "امالہ" کی ضرورت ہے

پختگی و توانائی کے بعد جو چیز مقصود بنتی ہے وہ اعتدال و توازن برقرار رکھنا ہے جن کے لئے حکم کے ازالہ کی نہیں بلکہ "امالہ" کی ضرورت ہے

"امالہ" کا تعلق حکم کے ردّ و بدل سے نہیں بلکہ اس کے نفاذ سے ہے یعنی حکم کو برقرار رکھتے ہوئے نفاذ کے وقت اُس کے اوصاف میں تبدیلی کر دی جائے مثلاً حالات کے لحاظ سے۔

---

[1] ابن منظور۔ لسان العرب فصل النون حرف الخاء۔

[2] سید محمد مرتضیٰ زبیدی۔ تاج العروس جز ثانی فصل النون باب الخاء، [3] و [4] ایضاً۔

[5] محمد طاہر پٹنی مجمع بحار الانوار ج ۳ نسخ۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

۱۔ عام کو خاص بنا دیا جائے۔

۲۔ مطلق کو مقید کر دیا جائے۔

۳۔ وسعت کو محدود کر دیا جائے۔

۴۔ کسی شرط یا صفت کا اضافہ کر دیا جائے۔

۵۔ بعض صورتوں کو مستثنیٰ قرار دیا جائے۔

۶۔ عارضی طور پر نفاذ کو روک دیا جائے وغیرہ۔

ایک مثال سے وضاحت | اس کی مثال ماہر طبیب کے اس نسخہ کی ہے جس کو وہ نبض کی حرکت مریض کی حرارت مرض اور مزاج کی کیفیت قویٰ عمر اور موسم کو ملحوظ رکھ کر تجویز کرتا ہے اور پھر مریض بعض اور موسم کے احوال میں تبدیلی کے ساتھ نسخہ میں معمولی تبدیلی کرتا رہتا ہے اگر سابقہ حالت پھر واپس آجاتی ہے تو سابقہ لکھی ہوئی دوائیں دوبارہ استعمال کرانے لگتا ہے بعینہٖ اس کا یہی طرز عمل تجویز کی ہوئی غذا کے بارے میں ہوتا ہے۔ ایسی حالت میں نہ نسخہ کی کسی دوا کو نظر انداز کیا جا سکتا اور نہ طبیب کے اختیار تمیزی کو سلب کیا جا سکتا ہے۔

یہ "امالہ" گویا طبیب کا اختیار تمیزی ہے جس کے لئے ہماری زبان میں موقع و محل کی تعیین کا لفظ زیادہ موزوں ہے اور اس کے لئے احکام منصوصہ و غیر منصوصہ کی تخصیص نہیں ہے۔ امالہ ثبوت میں ایک آیت | یا اوصاف میں تبدیلی کا ثبوت بڑی حد تک قرآن حکیم کی اس آیت میں ہے۔

وَإِذَا بَدَّلْنَا آيَةً مَّكَانَ آيَةٍ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا يُنَزِّلُ قَالُوا إِنَّمَا أَنتَ مُفْتَرٍ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ (النحل ع ۱۴)

جب ہم ایک آیت کی جگہ دوسری آیت بدل دیتے ہیں اور اللہ خوب جانتا ہے جو اتارتا ہے تو یہ لوگ کہتے ہیں کہ آپ نے گھڑ لیا ہے ایسا نہیں ہے بلکہ ان میں کے اکثر نہیں جانتے ہیں۔

اس آیت میں ابدال کے بجائے "تبدیل" کا لفظ استعمال کیا گیا ہے جس سے مراد کہیں ذات کی تبدیلی اور کہیں صرف اوصاف کی تبدیلی ہوتی ہے ذات اپنی جگہ برقرار رہتی ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

التبدیل التغییر مطلقاً اما فی الذات کتبدیل الدراھم بالدنانیر او فی الاوصاف کتبدیل الفضۃ خاتماً[1]

"تبدیل" سے مطلقاً بدلنا مراد ہے خواہ ذات میں ہو جیسے درہم کی تبدیلی دینار کے ساتھ یا اوصاف میں ہو جیسے چاندی کی تبدیلی انگوٹھی کی شکل میں۔

ابدال اور تبدیل کا یہ فرق بیان کیا گیا ہے

ان التبدیل تغییر الصورۃ الی صورۃ اخری والجوھرۃ بعینھا والابدال تنحیۃ الجوھرۃ واستئناف جوھرۃ اخری[2]

تبدیل صرف صورۃ کو بدلنا ہے اصل جوہر اپنی جگہ باقی رہے اور "ابدال" جوہر کو بدلنا ہے کہ اس کی جگہ دوسرا جوہر آجائے۔

کلام عرب میں دو محاورہ ہیں۔

ابدلت الخاتم بالحلقۃ

بدّلت الخاتم بالحلقۃ

دونوں کے استعمال میں فرق ہے پہلا اس وقت استعمال ہوتا ہے جب انگوٹھی کو ہٹا کر چھلا اُس کی جگہ رکھ دیا جائے اور دوسرا اُس وقت جب کہ انگوٹھی کو پگھلا کر چھلا بنا لیا جائے، پہلے میں اصل "جوہر" بدل جاتا ہے اور دوسرے میں جوہر باقی رہتا ہے صرف اوصاف میں تبدیلی ہوتی ہے[3]

لفظ تبدیل کا استعمال قرآنِ حکیم میں لفظ تبدیل کا استعمال دونوں طرح ہے۔

ذات کی تبدیلی مثلاً

فاولئک یبدّل اللہ سیاٰتھم حسنٰت

یہی لوگ ہیں کہ اللہ ان کی برائیوں کو بھلائیوں سے

---

[1] شیخ محمد طاہر پٹنی - مجمع بحار الانوار ج ۱

[2] محمد مرتضی زبیدی تاج العروس جز سابع فصل الباء من باب اللام۔ [3] ایضاً

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

(الفرقان ع ٦) بدل دے گا۔

صرف اوصاف کی تبدیلی مثلاً

كُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُوْدُهُمْ بَدَّلْنٰهُمْ جُلُوْدًا غَيْرَهَا (النساء ع ٨) جب کبھی ان کی کھال جل جائے گی تو ہم اس کی جگہ دوسری کھال بدل دیں گے۔

پہلی کتابوں میں ردوبدل کا ذکر لفظ "نسخ" کے ساتھ اور آخری کتاب (قرآنِ حکیم) میں بدلنے کا ذکر لفظ تبدیل کے ساتھ خود اس بات کا قرینہ ہے کہ یہاں "تبدیلی" سے مراد صرف اوصاف کو بدلنا ہے ذات اپنی جگہ برقرار رہتی ہے جیسا کہ اس کی تائید رسول اللہ اور صحابہ کرام کے فیصلوں نیز متقدمین کے طرزِ عمل سے ہوتی ہے مثلاً۔

رسول اللہ کے فیصلوں سے اوصاف کی تبدیلی کی مثالیں: قرآنِ حکیم میں حدود قائم کرنے کا حکم عام ہے لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زمانۂ جنگ اور دشمن کی سرزمین میں حدود قائم کرنے سے منع کیا ہے

لا تقطع الايدى فى الغزو[1] غزوہ میں ہاتھ نہ کاٹے جائیں۔

لا تقطع الايدى فى السفر[2] سفر میں ہاتھ نہ کاٹے جائیں۔

(۲) اجنبی عورتوں کی طرف دیکھنے سے منع کیا گیا ہے تاکہ وساوس شیطان دفساد کا ذریعہ ہو اور اللہ کی حرمتیں محفوظ رہیں لیکن جس سے شادی کا ارادہ ہو رسول اللہ نے اس کو دیکھنے کی اجازت دی۔

انظر اليها فانه احرى ان يؤدم بينكما[3] اس کو دیکھ لو اس سے آپس میں الفت و محبت کی زیادہ امید ہے۔

(۳) ایک شخص نے رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میں نے ایسے جرم کا ارتکاب کیا ہے جس سے میرے اوپر حد لازم آتی ہے آپ حد جاری کر دیجئے اس پر آپ نے فرمایا

---

[1] و [2] مشکوٰۃ باب قطع السرقۃ

[3] احمد و ترمذی و مشکوٰۃ باب النظر الی المخطوبۃ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

الیس قد صلیت معنا قال نعم	کیا تم نے ہمارے ساتھ نماز نہیں پڑھی اس نے
قال فان اللہ قد غفر لک ذنبک	عرض کیا ہاں پڑھی ہے آپ نے فرمایا اللہ نے تمہارا
او حدک[1]	گناہ یا تمہاری حد معاف کردی۔

معافی کا اثر اس شخص پر یہ ہوا کہ اس نے شراب نوشی سے توبہ کرلی بعض روایتوں میں ہے کہ اس نے کہا آپ کے کوڑوں کے خوف سے شراب چھوڑنے میں اپنی توہین سمجھتا تھا لیکن جب آپ نے معاف کردیا تو واللہ اس ملعون کو کبھی ہاتھ نہ لگاؤں گا۔

(۴) زنا کے ایک واقعہ میں مجرم کی جگہ غیر مجرم پکڑ لیا گیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو سزا کا حکم بھی سنا دیا لیکن بعد میں مجرم نے خود ہی اپنے جرم کا اقرار کرلیا اور ماخوذ شخص کو اس سے بری قرار دیا۔ یہ صورت دیکھ کر رسول اللہ نے دونوں کی سزا معاف کردی ماخوذ شخص کی اس بناء پر کہ وہ اصل مجرم نہ تھا اور مجرم کی اس بناء پر کہ محض دوسرے کی جان اور حق کے تحفظ کی خاطر اپنے جرم کا اقرار کرلیا۔

حضرت عمرؓ نے اس خیال سے کہ اعتراف جرم کے بعد سزا نہ دینا مجرم کی حوصلہ افزائی ہے رسول اللہ سے سزا دینے کی درخواست کی تو آپ نے انکار فرمایا

فابی رسول اللہ فقال لانہ قد تاب	آپ نے انکار کیا اور فرمایا کہ اللہ کی طرف اس
الی اللہ[2]	نے رجوع کرلیا ہے۔

اس قسم کی بہت سی مثالیں ہیں جن کو رسول اللہ کی مخصوصات (جو آپ کے لئے خاص ہیں اور کسی عام قاعدہ وقانون کے تحت نہیں آتے) قرار دے کر نظر انداز کردیا جاتا ہے حالاں کہ ان سے اوصاف کی تبدیلی کا بہترین ثبوت ملتا ہے۔

صحابہؓ کے فیصلوں سے اوصاف کی تبدیلی کی مثالیں

صحابۂ کرام کے فیصلوں میں بھی اوصاف کی تبدیلی کی بکثرت مثالیں ہیں یہاں صرف حضرت عمرؓ کے چند فیصلے ذکر کئے جاتے ہیں کہ ان کے سمجھنے میں

---

[1] مشکوٰۃ کتاب الصلوٰۃ　[2] ابن قیم۔ اعلام الموقعین ج ۳ فصل فی تغیر الفتوی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

۔ لوگ طرح طرح کی غلط فہمیوں کے شکار ہوتے ہیں

(۱) حضرت عمرؓ نے کتابیہ (اہلِ کتاب) عورت سے نکاح کرنے کی ممانعت کر دی حالانکہ قرآن حکیم میں اس کی اجازت موجود ہے۔

وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ (المائدہ ع ۱)

اور اہلِ کتاب کی پاکدامنہ عورتیں تمہارے لئے حلال ہیں

ابو بکر جصاص نے ممانعت کے سلسلہ میں یہ واقعہ نقل کیا ہے۔

"حضرت حذیفہؓ نے ایک یہودیہ عورت سے نکاح کیا جب اس کی اطلاع حضرت عمرؓ کو ہوئی تو انھوں نے علیحدگی کا حکم دے دیا حذیفہؓ نے جواب میں لکھا کہ کیا وہ حرام ہے؟ اس پر حضرت عمرؓ نے جواب دیا کہ میں حرام تو نہیں کہتا ہوں لیکن مجھے اندیشہ ہے کہ تم لوگ بدکار عورتوں کے جال میں پھنس جاؤ گے[۱]"

امام محمد نے مدائن کا مذکورہ واقعہ بیان کر کے حضرت عمرؓ کا یہ جواب ذکر کیا ہے۔

فانی اخاف ان یقتدی بک المسلمون فیختاروا نساء اھل الذمۃ لجمالھن وکفی بذالک فتنۃ لنساء المسلمین[۲]

میں ڈرتا ہوں کہ دوسرے مسلمان تمہاری پیروی کریں گے اور ذمیہ (کتابیہ) عورتوں کی خوبصورتی کی وجہ سے مسلمان عورتوں پر ان کو ترجیح دیں گے یہ بات بڑی آسانی کے ساتھ مسلمان عورتوں کے لئے فتنہ بن سکتی ہے۔

(۲) بیت المال (سرکاری خزانہ) میں چوری سے ہاتھ کاٹنے کا حکم نہیں دیا اور فرمایا کہ بیت المال میں سب کی شرکت ہے۔

لیس علیہ قطع[۳]

ایسے چور کا ہاتھ نہ کاٹا جائے۔

---

[۱] ابو بکر جصاص۔ احکام القرآن ج ۲ باب تزوج الکتابیات۔
[۲] محمد۔ کتاب الآثار باب تزوج الیھودیۃ والنصرانیۃ۔
[۳] ابو یوسف۔ الخراج فصل ما یجب فیہ الحدود فی سرقۃ۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ایک خادم نے مالکہ کے آئینہ (جس کی قیمت ساٹھ درہم تھی) کی چوری کی حضرت عمرؓ نے یہ کہہ کر اس کا ہاتھ کاٹنے سے منع کر دیا۔

خادمکم سرق متاعکم[1] — تمھارے خادم نے تمھارے مال کی چوری کی

اُن غلاموں کو بھی ہاتھ کاٹنے کی سزا نہیں دی جنھوں نے ایک اونٹ چرایا تھا جب انھیں معلوم ہوا کہ غلاموں کا مالک ان کو ننگا بھوکا رکھتا ہے۔ چنانچہ حکم واپس لیتے ہوئے فرمایا

اراك تجیعهم[2] — میں دیکھتا ہوں کہ تم ان کو بھوکا رکھتے ہو

اسی طرح قحط سالی میں چوری سے ہاتھ کاٹنے کا حکم نہیں دیا۔

لا تقطع الید فی عذق وعام سنة[3] — خوشہ کی چوری اور قحط سالی میں ہاتھ نہ کاٹے جائیں۔

جب کہ قرآنِ حکیم کی آیت عام ہے اس میں نہ کوئی تخصیص ہے اور نہ استثنا ہے

وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوٓا أَيْدِيَهُمَا (المائدہ ع ۶) — چوری کرنے والے مرد اور چوری کرنے والی عورت دونوں کا ہاتھ کاٹ دو

یہود و نصاریٰ کے ذبیحہ خانے ہٹانے کا حکم دیا حالانکہ قرآنِ حکیم میں ان کا ذبیحہ حلال کیا گیا ہے

وَطَعَامُ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ حِلٌّ لَّكُمْ (المائدہ ع ۱) — اور اہلِ کتاب کا ذبیحہ تمھارے لئے حلال کیا گیا ہے۔

(۴) اس صورت میں پورا مہر واجب کیا جس میں شوہر اور بیوی کے درمیان خلوت صحیحہ ہو اور پھر طلاق ہو جائے۔

عن عمرؓ فی اغلاق الباب وارخاء الستر انه یوجب المهر[4] — دروازہ بند کر دینے اور پردہ گرا دینے سے وہ مہر واجب کرتے تھے۔

---

[1] مالک۔ موطا باب لاقطع فیہ [2] ایضاً [3] ابن قیم۔ اعلام الموقعین ج ۳ المثال الثالث فی سقوط الحد [4] اسمعیل بن یحییٰ المزنی مختصر المزنی باب الحکم فی الدخول واغلاق الباب الخ بر حاشیہ کتاب الام للشافعی ج ۲

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

حالاں کہ قرآنِ حکیم میں ہے کہ نکاح کے بعد اگر کوئی شخص تعلقات کی ادائیگی کے بغیر طلاق دے تو نصف مہر واجب ہوتا ہے۔

وَاِنْ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ وَقَدْ فَرَضْتُمْ لَهُنَّ فَرِيْضَةً فَنِصْفُ مَا فَرَضْتُمْ (البقرہ ع)

اگر تم عورتوں کو ہاتھ لگانے سے پہلے طلاق دو اور ان کا مہر مقرر کیا ہو تو مقررہ مہر کا نصف دینا ہوگا۔

اس قسم کی بہت سی مثالیں ہیں جو حالات کے لحاظ سے حکم کے اوصاف میں تبدیلی پر دلالت کرتی ہیں یعنی حکم اپنی جگہ برقرار رہتا ہے اور حالات کے لحاظ سے اس کے اوصاف میں تبدیلی ہوتی ہے جو اُسی وقت تک برقرار رہتی جب تک حالات باقی رہتے ہیں

متقدمین کے نزدیک نسخ کا استعمال

غالباً ان مثالوں ہی کے پیشِ نظر متقدمین نے قرآنِ حکیم میں "نسخ" کا استعمال تبدیلی اوصاف کے مفہوم میں کیا ہے ابن قیم کہتے ہیں

ان النسخ عند المتقدمین رفع دلالة العام والمطلق والظاهر وغيرها تارة اما بتخصيص او تقييد او حمل مطلق على مقيّد وتفسيره وتبينه حتى انهم يسمون الاستثناء والشرط والصفة نسخا لتضمن ذلك رفع دلالة الظاهر وبيان المراد فالنسخ عندهم وفي لسانهم هو بيان المراد بغير ذلك بل بالخارج عنه۔[1]

نسخ متقدمین کے نزدیک عام مطلق اور ظاہر وغیرہ کی دلالت اُٹھا دینے کو کہتے ہیں کبھی عام کو خاص یا مطلق کو مقید بنایا جاتا یا مطلق کو مقید پر حمل کر کے اس کی تفسیر و توضیح کی جاتی ہے یہاں تک کہ استثنار۔ شرط اور صفت کو بھی "نسخ" کہا جاتا ہے کیوں کہ ان کے ذریعہ بھی ظاہر کی دلالت اٹھا دی جاتی اور مراد کو بیان کیا جاتا ہے "سلف" کی زبان میں "نسخ" مراد کے بیان کا نام ہے یہ بیان اس لفظ کے غیر بلکہ کسی امرِ خارج سے بھی ہوتا ہے۔

---

[1] ابن قیم - اعلام الموقعین ج ۱ فصل المراد بالنسخ عند عامة السلف۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

دوسری جگہ ہے۔

هو رفع الظاهر لتخصيص او تقييد | کسی تخصیص۔ تقیید۔ شرط یا مانع کی وجہ سے
او شرط او مانع فهذا اكثر من | ظاہری حمل کو نظر انداز کرنا عمومی طور پر سلف
السلف يسميه نسخا[1] | اس کا نام "نسخ" رکھتے ہیں۔

حکم کو برقرار رکھتے ہوئے اُس کے اوصاف میں تبدیلی کی بکثرت مثالیں راقم کی کتاب "احکام شرعیہ میں حالات وزمانہ کی رعایت" میں ملیں گی۔ حالات کے لحاظ سے احکام کے نفاذ میں اگر اوصاف کی تبدیلی نہ تسلیم کی جائے تو قرآنِ حکیم کے آخری و دوامی شکل مجروح ہوتی اور صلاحیتوں کی ضابطہ بندی میں اعتدال و توازن برقرار رکھنا دشوار ہوتا ہے۔ اوصاف میں تبدیلی کے بعد پھر رہتی دنیا تک کسی نئی کتاب (کلامِ الٰہی) کی ضرورت نہیں رہ جاتی یہی آخری کتاب ہر دور و زمانہ کے لئے کافی ہوتی ہے۔

اوصاف میں تبدیلی ہی سے قرآن کی آخری و دوامی شکل برقرار رہتی ہے

صرف اس کی حفاظت کا سوال رہتا ہے جس کی ذمہ داری اللہ نے اپنے ذمہ لی ہے۔

إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ | ہم نے ہی قرآن اُتارا اور ہم ہی اُس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔
(حجر ع ۱)

قرآن کی حفاظت کا جو انتظام ہے اور جس طرح وہ محفوظ ہے تاریخ میں اس کی نظیر نہیں ملتی۔ یہ قدرتی انتظام و حفاظت کے بغیر نہیں ہو سکتا۔ (باقی)

---

[1] ابن قیم۔ اعلام الموقعین ج ا فصل المراد بالنسخ عند عامۃ السلف۔

"قرآن اور تصوف" مؤلفہ جناب ڈاکٹر میر ولی الدین صاحب مرحوم
تصوف اور اُس کی تعلیم کا اصل مقصد عبدیت اور الوہیت کے مقامات کا تعلق اور اُن کے ربط و تعلق کا حصول ہے اور یہ ظاہر ہے کہ یہ مسئلہ مختلف قسم کی ذلتوں کا سرچشمہ بن کر رہ گیا ہے مؤلف نے کتاب و سنت کی روشنی میں تمام الجھنوں اور نزاکتوں کو نہایت دلنشین اور عالمانہ پیرایہ میں واضح کیا ہے۔ صفحات ۴۸۰، تقطیع متوسط، طبع آفسٹ، قیمت -/5 مجلد 8/ پتہ ندوۃ المصنفین اُردو بازار دہلی۔

© rasailojaraid.com